مولانا واضح رشید ندوی

صلیبی ذہنیت کی غلامی میں جکڑا ہوا یورپ

عالمی میڈیا کی دوغلی پالیسی

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی ایسے قدیم موضوع کو جس کی خوب چھان بین کی گئی ہو، اور اس کے اسرار و رموز کو جاننے کے لیے بے دریغ مال خرچ کیا گیا ہو، اس کی تحقیق و تدقیق کے بہتر سے بہتر طریقے اختیار کیے گئے ہوں، بار بار کریدنے اور چھیڑنے سے اس کی اصلیت مجروح ہو جاتی ہے۔ اور پھر لوگوں کے ذہنوں میں اس کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات سر اٹھانے لگتے ہیں۔

بعینہ یہی حال واقعاتِ زندگی و حوادث کا ہے کہ جب ان کا وقوع زیادہ سے زیادہ ہونے لگتا ہے تو لوگوں کے اندر اس کو جھیل لینے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اور مشکلیں آسان معلوم ہونے لگتی ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی مجرم جس کا جرم خواہ کتنا ہی شنیع کیوں نہ ہو، جب اس کی بہت زیادہ مذمت کی جاتی ہے اور اس کو سزا دینے میں تشدد سے کام لیا جاتا ہے، تو طبعی طور پر لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے محبت و رحمت کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں بہت سے باضمیر انسان اس کی نصرت اور دفاع کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

یہی قصہ جھوٹ و افترا پردازی اور غلط بیانیوں کا ہے کہ ان کی شناعت اور قباحت پر سب کا اتفاق ہے، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں، کہ انسانی ضمیر خواہ کتنا ہی مر چکا ہو، اور وہ گناہوں کے خواہ کتنے ہی خوگر ہو گئے ہوں اور کذب و افترا، مکر و فریب کے ساتھ وہ کتنا ہی نرم گوشہ رکھتے ہوں لیکن جب معاشرہ کے اندر کوئی بھی انسان جھوٹ افترا پردازی اور جعل سازی، مکر و فریب میں حد سے گذرنے لگتا ہے تو ایسے لوگ اس کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے اس عمل پر نکیر کرتے ہیں۔

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ اور وسائل نشر و اشاعت نے اتنی ترقی کی ہے، اور اس کا دائرہ عمل اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ دنیا کا ہر گوشہ اس پر عیاں ہے اور ہر گوشہ میں اس کی پہونچ ہے، وہ جس واقعہ کو چاہے اس کا واقعی منظر پیش کر سکتا ہے، اور جس پر پردہ ڈالنا چاہے، وہ کتنا ہی اہم ہو پوشیدہ رہ جاتا

ہے، لیکن اپنی اس وسعت اور ترقی کے باوجود بھی وہ عالم اسلامی اور مسلمانوں کی تصویر کشی میں اپنے ان پرانے خطوط پر قائم ہے، جن کو صدیوں پہلے اسلام دشمن طاقتوں نے تیار کیا تھا۔

چنانچہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ مسلمانوں کی نسبت اس کے خزانۂ خیال میں سوائے برائیوں کے اور کوئی چیز نہیں پائی جاتی، جب کہ ان ذرائع کے اجارہ داروں کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ سیکولرزم، آزادیٔ رائے اور زندگی کے میدان میں آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے علمبردار ہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کا یہ دعویٰ واقعے کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ ان کے عملی کردار سے وہی قدیم صلیبی ذہنیت اور اسلام دشمنی اور مغرب کی برتری تصویر کی جھلک ظاہر ہوتی ہے، مسلمانوں پر یہ الزام ہے کہ یہ غور وفکر اور تدبر کے بجائے جذباتیت پر عامل ہیں، دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو تسلیم نہیں کرتے لیکن جو لوگ مسلمانوں کو یہ الزام دیتے ہیں، وہ خود اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھیں، اور اپنا محاسبہ کریں کہ وہ خود کتنی سمجھ بوجھ کے مالک ہیں اور دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کی حقیقت سے کتنے آگاہ ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ یا تو مسلمانوں کے متعلق کچھ جانتے نہیں یا وہ حقیقت حال کو سمجھنے سے قاصر ہیں، یا تو اپنی سامراجی قوت اور ذرائع ابلاغ پر زیادہ اعتماد کر کے حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔

اور وہ اقلیت واکثریت اور طاقت اور ضعف کے پرانے تصورات پر قائم ہیں، وہ مسلمانوں کے جذبات، ان کے احساسات اور ان کے اقدار و مقدسات کو اب اسی سامراجی ذہنیت سے دیکھتے ہیں، اسی طرح بلندی سے اور قوت کی زبان سے خطاب کرتے ہیں، جس طرح ۵۰ر سال پہلے خطاب کرتے تھے اور اسی نادانی یا تجاہل عارفانہ کا شاخسانہ ہے کہ اسلامی مقدسات ان کے زہرناک خنجر سے زخمی ہوتے رہتے ہیں، اور اس پر جب مسلمان اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی غیرت بھڑکتی ہے تو ذرائع ابلاغ کے اجارہ داروں کو حیرت ہوتی ہے کہ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں، ان کو خاموشی سے اپنی ذلت برداشت کرنی چاہیئے، ان کو تعجب ہوتا ہے کہ اچھا یہ مسلمان جو ہمارے محکوم تھے اور اب بھی اقتصادی اور سیاسی اور تعلیمی میدان میں ہمارے محتاج ہیں، اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں، اسی لیے یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ

> وہ جب بھی کوئی بے ضمیر شخص اپنی شہرت یا مادی مفادات کے لیے اسلام کے خلاف کوئی ایسی بات کہتا ہے جو دشمنان اسلام کے فکر و خیال سے ہم آہنگ ہوتی ہے تو اس کو غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے، اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو خاموش رہنے بلکہ اس کے پراگندہ خیالات کو قبول کرنے کی تلقین کی جاتی ہے، اور اس کے ان خیالات کو اکتشاف کا درجہ دے کر ان کی عالم گیر پیمانے پر تشہیر کی جاتی ہے، اور اس کو دنیا کا اتنا بڑا ہیرو قرار دیا جاتا ہے کہ

اس کے آگے عالمی فٹ بال کپ کا ہیرو بے وزن معلوم ہونے لگتا ہے، اور ذرائع ابلاغ کے دروازے اس کی حفاظت کے لیے اور اس کے دفاع کے لیے کھل جاتے ہیں، اور اگر کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے تو اس کو قدامت پسند، تنگ نظر قرار دیا جاتا ہے۔"

قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کے حقوق کو جتنا اجاگر کیا گیا ہے، کسی اور مذہب میں ان حقوق کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی ہے اس موضوع پر بے شمار کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، مختلف زمانوں میں یہ مسئلہ زیر بحث رہ چکا ہے لیکن آج بھی اس مسئلہ کے بارے میں دنیا کے کسی حصہ میں اگر کہیں کوئی شگوفہ چھوڑا جاتا ہے تو یہ مسئلہ میڈیا کی دلچسپی کا موضوع بن جاتا ہے، اور پھر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عورت اگر مظلوم ہے تو صرف مسلم سماج میں۔

قرآن وسنت، تاریخ اسلامی اور مسلمانوں کو ہدف بنا کر طرح طرح کے بے سروپا الزامات عائد کیے جاتے ہیں، اسی دوران دوسرے سماج میں عورتوں پر کتنا ہی ظلم ہو، وہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے اسی طرح اگر کہیں مسلمان زوجین میں کوئی ناخوشگوار بات پیش آجاتی ہے تو میڈیا اس کو لے اڑتا ہے اور غیر اسلامی افکار کے حامل اہل قلم اپنی قلمی توانائیاں صرف کرنے لگتے ہیں، اور بغیر کسی رعایت و پاسداری کے مسلمانوں کے مقدسات پر اُن کے قلمی توپوں کے دھانے کھل جاتے ہیں، اور مغرب و مشرق کی ساری زیادتیاں بے حیائیاں اور عورتوں کے استحصال کے واقعات اور زوجین کی کشمکش کی داستانیں خیالی معلوم ہونے لگتی ہیں، اس طرح کے جارحانہ و یک طرفہ معاندانہ اقدامات سے مسلمانوں کے جذبات کا مجروح ہونا طبعی بات ہے، اور فطری طور پر ان کے اندر اس کے نتیجہ میں ردعمل پیدا ہوتا ہے لیکن اس ردعمل کے ذمہ دار مسلمان نہیں ہیں، بلکہ وہ غیر منصف اہل قلم ہیں جو اپنے جارحانہ رشحات قلم سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے رہتے ہیں۔

تعجب ہے کہ اس کے باوجود بھی موجودہ تہذیب کو یہ دعویٰ ہے کہ اس کی بنیاد انسانیت نوازی بقائے باہم، صلح و آشتی، آزادی رائے، اور عقیدہ عمل کی آزادی پر ہے، جس کی رُو سے ہر انسان کو یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنی زندگی گذارنے کے لیے جو طریقہ چاہے اختیار کرے، ایک طرف اس کا یہ دعویٰ ہے، دوسری طرف اسی تہذیب نو کے علمبردار اور مغربی میڈیا مسلم ملکوں کی اکثریت کے جذبات کو کچلنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں اور انہیں کے ملکوں میں ایسے نظام اور قوانین کے نفاذ کے خواہاں رہتے ہیں جو مسلمانوں کے ذہنی میلانات و رجحانات سے بالکل میل نہیں کھاتے اور اگر مسلمان اس کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں تو اس کو سختی سے کچلنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مغربی میڈیا و مغربی حکومتیں اپنی تابعدار

حکومتوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ ان مسلم عوام کو سختی سے کچل دیا جائے۔

بین الاقوامی اور عالمی ذرائع ابلاغ کے اسلام کے ساتھ اس معاندانہ رویہ سے مسلمانوں کی دینی غیرت بھڑکتی ہے کیونکہ وہ اپنے دین کو سب سے بہتر دین تصور کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ امت محمدیہ خیر امت ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ دنیا کے اندر عدل و انصاف قائم کرے فساد و بگاڑ کو مٹائے اور انسانوں کو غلامی کی زندگی سے نجات دلا کر امن و چین کی زندگی بسر کرنے کا سامان بہم پہنچائے، اس کا ایمان ہے کہ اس امت کو شاہد اور گواہ بنایا گیا ہے اور اس کے ذمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی ہے۔

موجودہ ذرائع ابلاغ، عالمی مسائل کے بارے میں دوغلی پالیسی اختیار کرتا ہے، اور اس کا یہ دوغلا پن اور دورخی پالیسی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے، اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ اس وقت دنیا کے اندر عیسائی مشنریوں کے جال بچھے ہوئے ہیں، ستم بالائے ستم یہ کہ یہ مشنریاں اسلامی ممالک کی رگوں میں بھی داخل ہونے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان کو متعدد مسلم ملکوں میں اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کی اجازت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا اور متعدد ایشیائی افریقی مسلم ممالک میں حتیٰ کہ عرب ملکوں میں ان کا مشن زور پکڑتا جا رہا ہے۔ مغربی ممالک جو سیکولرازم کے دعویدار ہیں ان کی پوری مدد کرتے ہیں، سرمایہ اور وسائل فراہم کرتے ہیں، وہاں کے سرکاری دفاتر اور تعلیمی شعبوں میں ان کو اچھا خاصا رسوخ حاصل ہے۔ ان کو طرح طرح کی مراعات و سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں تاکہ یہ کلی طور پر ان ممالک میں اپنے کام کو جاری رکھ سکیں۔

چنانچہ یہ عیسائی مبلغین کھلم کھلا اپنی کوششوں کے ثمر آور ہونے کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے فلاں علاقہ میں اتنے لوگوں کو شکار کر لیا، اور اتنی مدت میں اس علاقہ کے لوگوں کو دائرہ عیسائیت میں داخل کر لیں گے، ان کی جرأت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری کوشش ہے کہ ہم مصر و ترکی اور شام کے مسلمانوں کو جو کہ اکثریت میں ہیں اقلیتی فرقے میں تبدیل کر دیں، یہ عیسائی مشنریاں جزیرۂ عرب میں بھی دراندازی ہونے کے لیے اب کوشاں ہیں، چنانچہ یورپین ممالک کے دباؤ سے خلیج عربی کے بعض ممالک میں گرجا گھروں کی تعمیر کی اجازت بھی دے دی گئی ہے۔

بعض اسلامی تنظیموں کے بیان کے مطابق ان عیسائی مشنریوں کا متشددانہ رویہ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ ممتاز اسلامی شخصیات کو یہ دھوکے سے قتل کرا دیتی ہیں، اس کی دسیوں مثالیں موجود ہیں، یا ان کے دامن کو ایسے مسائل سے الجھا دیتی ہیں کہ ان کی شہرت کو بٹہ لگے، یا پھر ان کو نذر زنداں کر دیا جاتا ہے

چنانچہ ہزاروں بے گناہ مسلمان قید و بند کی زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ بعض اسلامی شخصیات پر اظہار رائے اور اسلامی ممالک میں سفر کرنے پر بھی پابندی ہے ۔ نیز ایسے مسلم ممالک بھی ہیں ۔ جہاں اسلام پسند گروپوں کو انتخاب میں نمایاں کامیابی حاصل ہونے کے باوجود ان کو اس ڈر سے حوالہ زنداں کر دیا گیا کہ کہیں یہ اسلامی انقلاب نہ برپا کر دیں، اور اس کے لیے مغربی ممالک پوری طاقت و توانائی صرف کر رہے ہیں ، مغربی ملکوں کے دباؤ سے اسلامی ذہن رکھنے والے خود اسلامی ملکوں میں قید و بند کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں ۔

یہ ایسے واضح اور نمایاں مسائل ہیں جو کسی بھی صاحب دانش و بینش سے مخفی نہیں ہیں ۔ لیکن حیرت ہے کہ اب تک عالمی میڈیا پر یہ مسائل مخفی ہیں یا وہ جان بوجھ کر اس کے بارے میں رائے زنی کو آزادیٔ رائے و آزادیٔ عقیدہ کے خلاف سمجھتا ہے، یا بربنائے مصلحت ان مسائل سے چشم پوشی کرتا ہے ، میڈیا کا یہ دورخا پن نہیں ہے تو اور کیا ہے، اگر کوئی اسلام کے خلاف کوئی بات کہے تو اس کو دنیا کا ہمیبن و ہیرو قرار دیا جائے ، اور یہ کہہ کر اس کی حمایت کی جائے کہ اس کو اظہار رائے کی پوری آزادی ملنی چاہیئے ، لیکن اگر کوئی مسلمان اسلامی شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرے یا اسلامی مظاہر کی پیروی کی کوشش کرے یا مغرب کی مادی تہذیب کی شناعت کو بیان کرے تو اس کی مذمت کی جائے ، اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جائے ، اس کے لیے طرح طرح کی دردناک سزائیں تجویز کی جائیں، اس کی آزادی پر قدغن لگایا جائے، عالمی میڈیا کی یہ ایسی دوغلی پالیسی ہے کہ موجودہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی ۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا
علمی واصلاحی ترجمان
ماہنامہ الصّیانہ لاہور

بفضلہ تعالیٰ ماہ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ سے پابندی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے ۔ اس کے علمی، دینی، تاریخی اور اصلاحی مضامین عوام وخواص میں پسندیدہ ہیں، معارف وسنت ، بہترین شارح موجودہ تاریک حالات میں مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے ایمان واسلام کا ایک منارۂ نور غیر معمولی مشکلات کے باوجود بحمد اللہ اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے انجام دے رہا ہے
تمام مسلمانوں سے عموماً اور مجلس صیانۃ المسلمین کے تمام ممبران سے خصوصاً درخواست ہے کہ " الصّیانہ " کی خریداری و اشاعت میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ۔

زر سالانہ مبلغ ۶۰/- روپے ۔ فی پرچہ ۶/- روپے

مکاتبت کا پتہ
وکیل احمد شیروانی
ناظم نشر و اشاعت مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
مدیر ماہنامہ "الصیانہ" دفتر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور فون ۵۸۶۲۴۸